رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یھدی الیہ من یشاء

اخبار قادیان

ایڈیٹر:- الیس محمد یو

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے
"ششماہی اخیر دسمبر بارہ آنے
چندہ سالانہ سرپرستوں سے عنایت
چندہ سالانہ امراء سے چھ روپے
ممالک غیر سے صرف ۹ شلنگ

مستقل قواعد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) دنیا میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) معترضین کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔ (۴) راعی اور مر[illegible] کے تعلقات کو مضبوط اور

جلد ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ر اکتوبر ۱۹۴۲ء مطابق ۲۱ر رمضان ۱۳۶۱ھ | نمبر ۱۷

خدا کا خاص کرم

۲۲ر ستمبر کو میں ایک حادثہ کی وجہ سے جس کا ذکر اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ پائیں گے۔ میں غمگین تھا۔ اس غم کی حالت میں پوسٹمین آیا۔ اور اس روز کی ڈاک میں میں نے ایک ایسے عظیم الشان والیٔ ریاست کا مکتوب گرامی پایا۔ جو اپنی عظیم الشان شخصیت کے لحاظ سے ..... اتنی پوزیشن کے مالک ہیں۔ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ جب میں نے وہ لفافہ کھولا۔ تو اس ذی جاہ شخصیت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنہری سیرت کا مسودہ طلب فرمایا تھا۔ یقیناً یہ یاد خدا کے فضل و کرم سے اپنے اندر عظیم الشان خیر و برکت رکھتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور اسوۂ حسنہ جو اپنے اندر کشش اور جاذبیت رکھتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جب میں ان عظیم الشان کامیابیوں کو دیکھتا ہوں۔ تو بے ساختہ سجدۂ شکر میں گر جاتا ہوں۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کو میرا یہ ناچیز کام کتنا پسند ہے یہ سب سراسر اس کا فضل اور کلام پاک کی برکت ورنہ من آنم کہ من دانم۔

یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ میں نے کس تڑپ اور جذبہ سے اس کام کا بار اپنے نحیف کندھوں پر لیا۔ پیسہ میرے پاس نہیں۔ دمہ اور ذیابیطس نے مجھے بہت نڈھال کر رکھا ہے۔ مگر جب میں یہ دیکھتا تھا۔ کہ بعض لوگ کلام پاک اور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر بہت گندے حملے کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں نہ صرف یہی کہ اسلام کا روشن چہرہ دھندلا بنایا جا رہا ہے۔ بلکہ ملک کی فضا بھی فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے بہت بگڑ رہی ہے۔ تو میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ میں یہ بھاری بوجھ جس کی تہ میں برکتوں کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ اپنے کمزور کندھوں پر لوں۔ باوجود ان شدید عوارض کے میں ان کاموں کی تکمیل کے لئے لگاتار بارہ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہی روزانہ پندرہ پندرہ گھنٹے محنت کرتا رہا ہوں۔ ان عوارض کے ساتھ اتنی محنت یہ محض کلام پاک کی برکت ہے۔ میرے لئے یہ بات کس قدر روحانی مسرت کا موجب ہے۔ کہ خود سکھوں۔ آریوں اور ہندوؤں نے جن کے لئے یہ کام کیا گیا۔ دل کھول کر داد دی۔ اور دے رہے ہیں۔ اور یہ دنیا میں اپنے رنگ کی ایک ہی مثال ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ ورنہ کیا میں اور کیا میری بساط۔ ایاز قدر خود بشناس۔

خدا کے کرم سے کلام پاک کے گورمکھی اور ہندی تراجم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت جتنی مقبول ہوئی۔ وہ دوست آئے روز نوریں ملاحظہ فرماتے ہی رہتے ہیں۔ اب شریمان سردار بہادر بھائی ارجن سنگھ جی او۔ بی۔ ای آف باگڑیاں کے تکرمت نامہ نے میری توجہ کو غیر معمولی رنگ میں اس طرف مبذول کر دیا ہے۔ کہ میں اب حدیث نبوی ۴ کا بھی گورمکھی ترجمہ جلد سے جلد پبلک میں لاؤں۔ توکل علی اللہ میں نے کام شروع کر دیا ہے۔ اگر خدا کا فضل شامل حال رہا۔ تو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ ایک سال تک میں اس کارِ خیر کو بر سرِ انجام دے سکوں گا۔ دوست میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ خداوند تعالیٰ مجھے خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے۔ دراصل یہ ہم لوگوں سے ناقابل عفو سستی ہوئی۔ کہ آج تک ہم ہندوستان کی ملکی زبانوں میں کلام پاک۔ کے تراجم اور سیرت طیبہ کو نہ لا سکے۔ اگر ہم یہ کام آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے کر سکتے۔ تو یقیناً یقیناً اس وقت ہندوستان کی فضا بالکل بدلی ہوئی ہوتی۔ اگر اب بھی مسلمان اس طرف توجہ کر سکیں۔ تو غنیمت۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے۔ تو اسے بھولا نہ کہنا چاہیئے۔

اعلیٰ صواب

[illegible] درجے ہیں۔ فی زمانہ غیر مسلموں کو کلام مجید کی مقدس تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے مستفیض کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔ یہ رمضان شریف کے آخری دن ہیں۔ دوست اس کار خیر میں حصہ لیکر حسنات دارین سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ یہ مفید لٹریچر حال کرنے کیلئے اسوقت قریباً پچیس درخواستیں غیر مسلم احباب کی آئی ہوئی ہیں۔ کلام مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم کا ہدیہ تین روپے اور گورمکھی ترجمہ حدیث کا ہدیہ چار آنے محصولڈاک علاوہ ملنے کا پتہ۔ [illegible] قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسلمانوں کی موجودہ حالت

اجتماعی نظم خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو۔ اور کسی غرض وغایت کے لئے ہو۔ اپنے قیام اور اپنی کامیابی کے لئے دو چیزوں کا ہمیشہ محتاج ہوتا ہے۔

ایک یہ کہ جن اصولوں پر کسی جماعت کی تنظیم کی گئی ہو۔ وہ اس پوری جماعت اور اس کے ہر ہر فرد کے دل و دماغ میں خوب بیٹھے ہوئے ہوں۔ اور جماعت کا ہر فرد ان کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔

دوسرے یہ کہ جماعت میں سمع و اطاعت کا مادہ موجود ہو۔ یعنی اس نے جس کسی کو اپنا صاحب امر تسلیم کیا ہو۔ اس کے احکام کی پوری طرح حفاظت کرے۔ اس کے مقرر کردہ ضوابط کی سختی کے ساتھ پابند رہے۔ اور اس کے حدود سے تجاوز نہ کرے

یہ ہر نظام کی کامیابی کے لئے ناگزیر شرطیں ہیں۔ کوئی نظام خواہ وہ نظام عسکری ہو یا نظام سیاسی یا نظام عمرانی یا نظام دینی۔ ان دونوں شرطوں کے بغیر نہ قائم ہو سکتا ہے۔ نہ باقی رہ سکتا ہے۔ اور نہ اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے۔

دنیا کی پوری تاریخ کو اٹھا کر دیکھ جائیے۔ آپ کو ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی۔ کہ کوئی تحریک بغیر مضبوط ارادہ عزم مصمم اور یقین واثق کے کامیاب ہوئی ہو۔ یا بدرجۂ آخر چل سکی ہو۔ تاریخ کے صفحات میں بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ خود اپنے گرد و پیش کی دنیا پر ہی ایک نظر ڈال لیجئے۔ آپ اس فوج کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ جو اپنی سلطنت کی وفادار اور اپنے سالار لشکر کی مطیع فرمان نہ رہے۔ جس کے سپاہی فوجی ضوابط کی پابندی سے انکار کر دیں۔ پریڈ کا بگل بجے۔ تو کوئی سپاہی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ کمانڈر کوئی حکم دے۔ کل سپاہی سُنی ان سُنی کر جائیں۔ کیا آپ سپاہیوں کے ایسے انبوہ کو "فوج" کہہ سکتے ہیں۔؟ کیا آپ امید کر سکتے ہیں۔ کہ ایسی بن سری فوج کسی جنگ میں کامیاب ہوگی؟ آپ اس سلطنت کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ جس کی رعایا میں قانون کا احترام باقی نہ رہے۔ جس کے قوانین علی الاعلان توڑے جائیں۔ جس کے محکموں میں کسی قسم کا ضبط باقی نہ رہے۔ جس کے کارکن اپنے مقتدر اعلیٰ کے احکام بجا لانا چھوڑ دیں۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایسی رعایا اور ایسے عمال کے ساتھ کوئی سلطنت دنیا میں قائم رہ سکتی ہے؟ دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالئے۔ تاریخ بکثرت ایسے کامیاب پیشوا امام اور رہنما کی درخشاں مثالیں آپ کے سامنے پیش کرے گی جنہوں نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ مگر کچھ معلوم بھی ہے۔ کہ اس کامیابی کے اسباب کیا ہیں؟ وہی دو۔ یعنی ایمان اور اطاعت امر۔ ان رہنماؤں اور پیشواؤں کی جماعتیں ہرگز اتنی طاقتور اور کامیاب نہیں ہو سکتی تھیں۔ اگر وہ اپنے اصولوں پر اپنا پختہ اعتقاد نہ رکھتیں۔ اور اپنے لیڈروں کی اس قدر سختی کے ساتھ مطیع نہ ہوتیں۔

یہ قاعدہ کلیہ ایسا ہے۔ جس میں کوئی استثنا نہیں ہے۔ ایمان اور اطاعت دراصل نظم کی جان ہے۔ ایمان جتنا راسخ ہوگا۔ اور اطاعت جتنی کامل ہوگی۔ نظم اتنا ہی مضبوط اور طاقتور ہوگا۔ اور اپنے مقاصد تک پہنچنے میں اتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔ بخلاف اس کے ایمان میں جتنا ضعف اور اطاعت میں جتنا انحراف ہوگا۔ اسی قدر نظم کمزور ہوگا۔ اور اسی نسبت سے وہ اپنے مقاصد تک پہنچنے میں ناکام رہے گا۔ یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ کسی جماعت میں نفاق۔ بدعقیدگی۔ انتشار خیال۔ خودسری۔ نافرمانی اور بے ضابطگی کے امراض پھیل جائیں۔ اور پھر بھی اس میں نظم باقی رہے۔ اور وہ کسی شعبۂ حیات میں ترقی کی طرف رواں نظر آئے۔ یہ دونوں حالتیں ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔ دنیا جب سے آباد ہوئی ہے اس وقت سے آج تک ان دونوں کا کبھی اجتماع نہیں ہوا۔ اور اگر قانون فطرت اٹل ہے۔ تو اس قانون کی یہ دفعہ بھی اٹل ہے۔ کہ یہ دونوں حالتیں کبھی یکجا جمع نہیں ہو سکتیں۔

اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالئے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ نفاق اور بدعقیدگی کی کونسی قسم ایسی ہے۔ جس کا انسان تصور کر سکتا ہو۔ اور وہ مسلمانوں میں موجود نہ ہو۔ اسلامی جماعت کے نظام میں وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جو اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں۔ اور اب تک جاہلیت کے عقائد پر جمے ہوئے ہیں۔ وہ بھی ہیں۔ جو اسلام کے اساسی اصولوں میں شک رکھتے ہیں۔ اور شکوک کی اعلانیہ تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں۔ جو علی الاعلان انکار کرتے ہیں۔ اور وہ بھی ہیں۔ جو اسلامی عقائد اور شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ بھی ہیں۔ جو اعلانیہ مذہب اور مذہبیت سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بھی ہیں۔ جو خدا اور رسول کی تعلیمات کے مقابلہ میں کفار سے ماخوذ کئے ہوئے تخیلات و افکار کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ بھی ہیں۔ جو خدا اور رسولؐ کے قانون پر جاہلیت کے رسوم یا کفار کے قوانین کو مقدم سمجھتے ہیں۔ وہ بھی ہیں جو خدا اور رسولؐ کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے شعائر اسلامی کی توہین کرتے ہیں وہ بھی ہیں۔ جو اپنے چھوٹے سے چھوٹے فائدے کی خاطر اسلام کے مصالح کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جو اسلام کے مقابلہ میں کفر کا ساتھ دیتے ہیں۔ اسلامی اغراض کے خلاف کفار کی خدمت کرتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ اسلام ان کو اتنا بھی عزیز نہیں۔ کہ انکی خاطر وہ ایک بال برابر بھی نقصان گوارا کر سکیں۔ راسخ الایمان اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایک نہایت ہی قلیل جماعت کو چھوڑ کر اس قوم کی بہت بڑی اکثریت اسی قسم کے منافق اور فاسد العقیدہ لوگوں پر مشتمل ہے۔

یہ تو تھا ایمان کا حال۔ اب سمع و طاعت کا حال دیکھئے۔ آپ مسلمانوں کی بستی میں چلے جائیے۔ آپ کو عجیب نقشہ نظر آئے گا۔ اذان ہوتی ہے۔ مگر بہت سے مسلمان یہ بھی محسوس نہیں کرتے۔ کہ مؤذن کس کو بلا رہا ہے؟ اور کس چیز کے لئے بلا رہا ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے۔ اور گذر جاتا ہے۔ مگر ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی مسلمان اپنے کاروبار لہو و لعب کو یادِ خدا کے لئے نہیں چھوڑتا۔ رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تو بعض مسلمانوں کے گھروں میں یہ محسوس تک نہیں ہوتا۔ کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ بہت سے مسلمان علانیہ کھاتے پیتے ہیں۔ اور اپنے روزہ نہ رکھنے پر ذرہ برابر نہیں شرماتے۔ بلکہ بس چلتا ہے۔ تو الٹا روزہ رکھنے والوں کو شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر جو لوگ روزہ رکھتے بھی ہیں۔ ان میں سے بھی بہت کم ہیں۔ جو احساس فرض کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ کوئی محض رسم ادا کرتا ہے۔ کوئی صحت کے لئے مفید سمجھ کر رکھ لیتا ہے۔ اور کوئی روزہ رکھ کر وہ سب کچھ کرتا ہے۔ جس سے خدا اور اس کے رسولؐ نے منع کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کی بابت بھی اس سے بھی کمتر ہے۔ حلال اور حرام۔ پاک اور ناپاک کا امتیاز تو مسلمانوں میں سے اٹھتا ہی چلا جاتا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے۔ جس کو خدا اور اس کے رسولؐ نے منع کیا ہو۔ اور مسلمان اس کو اپنے لئے مباح نہ کر لیتے ہوں۔ وہ کونسی حد ہے۔ جو خدا اور رسولؐ نے مقرر کی ہو۔ اور مسلمان اس سے تجاوز نہ کرتے ہوں۔ وہ کونسا ضابطہ ہے۔ جو خدا اور رسول نے قائم کیا ہو۔ اور مسلمان اس کو نہ توڑتے ہوں۔ اگر مردم شماری کے لحاظ سے دیکھا جائے۔ تو مسلمان کروڑوں ہیں۔ مگر ان کروڑوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں دیکھیے۔ [illegible] نہیں۔ بلکہ کتنے فی ہزار بلکہ فی لاکھ خدا اور رسولؐ کے احکام کو ماننے والے اور اسلامی ضوابط کی پابندی کرنے والے ہیں۔

جس قوم میں منافقت اور ضعف اعتقاد کا مرض عام ہو جائے جس قوم میں فرض کا احساس باقی نہ رہے۔ جس قوم سے سمع و طاعت اور ضابطہ کی پابندی اٹھ جائے۔ اس کا جو کچھ انجام ہونا چاہیئے۔ ٹھیک وہی انجام مسلمانوں کا ہوا ہے۔ آج مسلمان تمام دنیا میں محکوم و مغلوب ہیں۔ جہاں ان کی اپنی حکومت موجود ہے۔ وہاں بھی وہ غیروں کے اخلاقی مذہبی اور مادی تسلط سے آزاد نہیں ہیں۔ جہالت مفلسی اور خستہ حالی میں وہ ضرب المثل ہیں۔ اخلاقی پستی نے ان کو حد درجہ ذلیل کر دیا ہے۔ امانت و صداقت اور وفائے عہد کی صفات جن کے لئے وہ کبھی دنیا میں ممتاز تھے۔ اب ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہو چکی ہیں۔ اور ان کی جگہ خیانت۔ جھوٹ۔ دغا اور بدمعاملگی نے لے لی ہے۔ تقویٰ پرہیزگاری اور پاکیزگی اخلاق سے وہ عاری ہوتے جاتے ہیں قومی غیرت و حمیت روز بروز ان سے مفقود ہوتی جاتی ہے۔ کسی قسم کا نظم ان میں باقی نہیں رہا ہے۔ آپس میں ان کے دل پھٹتے چلے جاتے ہیں۔ اور کسی مشترک غرض کے لئے مل کر کام کرنے کی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی ہے۔ وہ غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہو گئے ہیں۔ قوموں پر سے ان کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اور اٹھتا جا رہا ہے۔ ان کی قومی طاقت اور اجتماعی قوت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ ان کی قومی تہذیب و شائستگی فنا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور اپنے حقوق کی مدافعت اور اپنے شرف قومی کی حفاظت سے وہ عاجز ہوتے جا رہے ہیں۔ باوجودیکہ تعلیم ان میں بڑھ رہی ہے۔ گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ اور یورپ کے تعلیم یافتہ حضرات کا اضافہ ہو رہا ہے۔ بنگلوں میں رہنے والے موٹروں پر چڑھنے۔ سوٹ پہننے والے۔ بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے جانے والے۔ بڑی سرکاروں میں سرفرازیاں پانے والے۔ ان میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ اپنی ہمسایہ قوموں پر ان کی جو ساکھ اور دھاک پہلے تھی۔ وہ اب نہیں ہے۔ جو عزت وہ پہلے رکھتے تھے۔ وہ اب نہیں رکھتے۔ جو اجتماعی قوت و طاقت ان میں پہلے تھی۔ وہ اب نہیں ہے۔ اور آئندہ اس سے بھی خراب آثار نظر آ رہے ہیں۔

کوئی مذہب یا تہذیب ہو۔ یا کسی قسم کا نظام جماعت ہو اس کے متعلق دو ہی طرز عمل انسان کے لئے معقول ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ اس میں داخل ہو۔ تو اس کے اساسی اصول پر پورا پورا اعتقاد رکھے۔ اور اس کے [illegible] ضابطہ کی پوری پوری پابندی کرے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ تو اس میں [illegible] ہو۔ یا ہو چکا ہے۔ تو بالاعلان اس میں سے نکل جائے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسری صورت معقول نہیں ہے۔ اس سے زیادہ نامعقول کوئی طرز عمل نہیں ہو سکتا۔ کہ تم ایک نظام میں شریک ہو۔ اس کے ایک جزو بن کر رہو۔ اس نظام کے تابع ہونے کا دعویٰ کرو۔ اور پھر اس کے اساسی اصولوں سے کلاً یا جزواً انحراف بھی کرو۔ اس کے قانون کی خلاف ورزی بھی کرو۔ اپنے آپ کو اس کے آداب اور اس کے ضوابط کی پابندی سے مستثنیٰ بھی کر لو۔ اس کے طرز عمل کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ تم میں منافقانہ خصائل پیدا ہوں۔ خلوص نیت سے تمہارے دل خالی ہو جائیں۔ تمہارے قلوب میں کسی مقصد کے لئے گرم جوشی اور راسخ عزم نہ پیدا ہو سکے۔ فرض شناسی اتباع قانون اور باضابطگی کے اوصاف سے تم عاری ہو جاؤ۔ اور تم میں یہ صلاحیت باقی نہ رہے۔ کہ کسی نظام جماعت کے کارآمد رکن بن سکو۔ ان کمزوریوں اور بدترین عیوب کے ساتھ تم جس جماعت میں بھی شریک ہو گے۔ اس کے لئے لعنت بن جاؤ گے۔ جس نظام میں داخل ہو گے۔ اسے درہم برہم کر دو گے۔ جس تہذیب کے جسم میں داخل ہو گے۔ اس کے لئے جذام کے جراثیم ثابت ہو گے۔ جس مذہب کے پیرو بنو گے۔ اس کو مسخ کر کے چھوڑو گے۔ ان اوصاف کے ساتھ تمہارے مسلمان ہونے سے بدرجہا بہتر یہ ہے کہ جس گروہ کے اصولوں پر تمہارا دل ٹکے اور جس گروہ کے طریقوں کی تم پوری طرح پیروی کر سکو۔ اسی میں جا شامل ہو۔ منافق اور نافرمان مسلمانوں سے وہ کافر بہتر ہیں۔ جو اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے دل سے معتقد ہوں۔ اور اس کے ضوابط کی پابندی کریں۔

جو لوگ مسلمانوں کے مرض کا علاج تعلیم مغربی اور تہذیب جدید اور اقتصادی حالات کی اصلاح اور سیاسی حقوق کے حصول کو سمجھتے تھے۔ وہ غلطی پر تھے۔ اور اب بھی جو ایسا سمجھ رہے ہیں۔ وہ غلطی کر رہے ہیں۔ بخدا اگر مسلمانوں کا ہر فرد بی۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی اور بیرسٹر ہو جائے۔ دولت و ثروت سے مالا مال ہو۔ مغربی فیشن سے از سر تا بقدم آراستہ ہو۔ اور حکومت کے تمام عہدے اور نشستیں مسلمانوں ہی کو مل جائیں۔ مگر ان کے دل میں نفاق کا مرض ہو۔ وہ فرض کو فرض نہ سمجھیں۔ وہ نافرمانی۔ سرکشی [illegible] ضابطگی کے خوگر ہوں۔ تو ایسی پستی اور ذلت اور کمزوری میں وہ اس وقت بھی مبتلا رہیں گے۔ جس میں آج مبتلا ہیں۔ تعلیم۔ فیشن۔ دولت اور حکومت کوئی چیز ان کو اس گڑھے سے نہیں نکال سکتی جس میں وہ اپنی سیرت اور اپنے اخلاق کی ان بنیادی کمزوریوں کی وجہ سے [illegible] گرتی کرتی ہے۔ اور ایک طاقتور باعزت قوم بننا ہے۔ تو سب سے پہلے مسلمانوں میں ایمان اور اطاعت امر کے اوصاف پیدا کرو۔ کہ اس کے بغیر نہ پہلے افراد میں کسی بل پیدا ہو سکتا ہے۔ نہ تمہاری جماعت میں نظم پیدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ تمہاری اجتماعی قوت اتنی زبردست ہو سکتی ہے۔ کہ تم دنیا میں سربلند ہو سکو۔ ایک منتشر جماعت جس کے افراد کی اخلاقی اور معنوی حالت خراب ہو۔ کبھی اس قابل نہیں ہو سکتی۔ کہ دنیا کی منظم اور مضبوط قوموں کے مقابلہ میں سر اٹھا سکے پھونس کے پولوں کا انبار خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ کبھی قلعہ نہیں بن سکتا۔ (ماخوذ)

شذرات

ضروری گذارش

پختہ فرش پر گرنے کی وجہ سے ابھی تک میری بائیں پسلی و بازو میں خاصہ درد ہے۔ اس لئے اس اخبار میں نہ صرف یہی کہ میں بہت کم لکھ سکا۔ بلکہ بہت سے ضروری مضامین رہ گئے۔ میرا آدمی بھی بیمار ہے۔ ورنہ ڈکٹیٹ کروا دیتا۔ انشاء اللہ آئندہ پرچے میں یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔ ایکسرے کے لئے لاہور جا رہا ہوں ممکن ہے مجھے ہسپتال میں داخل ہونا پڑے۔ دوست دعا فرمائیں۔

قابل تعریف ذہنیت

مسٹر جوشی نے اسمبلی کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کانگرس کو چاہیئے۔ کہ وہ مسلمانوں کا آتم نرنے کا حق تسلیم کرے۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں باک نہیں۔ کہ مسلمانوں کا مطالبہ جائز ہے۔ برطانیہ سے سیاسی اختیارات حاصل کرنے اور موجودہ ڈیڈلاک کو ختم کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے۔" بات بہت معقول اگر کانگرس اور ہندو مہاسبھا میں بھی یہ ذہنیت پیدا ہو سکے تو یہ کشیدگی آج ہی دور ہو کر ہندوستان کے سنہری باب کا آغاز ہو سکتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ہندو اور مسلمانوں کو

حب بھی سوراج ملا۔ وہ دونوں اقوام کے اتفاق سے ہوگا۔ ورنہ ہندوستان سوراج سے اتنا ہی دور رہے گا۔ جتنا کہ اب ہے۔ مصر میں بھی یہ فرقہ دارانہ جھگڑا تھا۔ مگر مسلمانوں نے وسعت قلبی سے کام لیکر قبطیوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق دیدیئے اگر ہندوستان کے ہندو صاحبان مسلمانوں کے ساتھ اس سے نصف بھی سلوک کر سکیں۔ تو یقیناً وہ مسلمانوں کو اپنے بہت قریب لاسکیں گے۔ اور ہندوستان کے شاندار مستقبل سے جلد سے جلد مستفیض ہوسکیں گے۔

عملی مساوات

آپ اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ ایک امریکن لیڈی کا مساوات پر مضمون ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور یہ ہے بھی درست۔ کہ دنیا میں برتری ہی فسادات اور جنگ کی جڑ ہے۔ اور مساوات امن اور شانتی کی ضمانت۔ اور یہ حقیقی مساوات صرف اسلام میں ہی مل سکتی ہے۔ جس کی یہ تعلیم ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ یعنی تم میں وہی زیادہ معزز ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ یہی وہ عظیم الشان اصول ہے۔ جو دنیا کو حقیقی مساوات سے مستفیض کر سکتا ہے۔

تکلیف

ابھی بصد مشکل سوا ماہ ہی ہوا تھا۔ کہ میں نے ایک بھینس بڑے شوق سے خریدی۔ ۲۳ ستمبر کو وہ بھینس چھ سات گھنٹے میں ہی مرگئی۔ اسکی آنکھیں فوراً اندر دھس گئیں۔ مرنے کے بعد اس کے منہ اور پیچھے کی جانب سے خون جاری ہوگیا۔ ان علامات کو مدنظر رکھتے ہوئے جس شخص کو بھی طب سے دلچسپی ہو۔ نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں۔ قدرتی طور پر مجھے غم تھا۔ اور بہت غم تھا۔ اچھا جانور اتفاق حسنہ سے ہی ملتا ہے۔ ایسی بھینس دو سو روپے پر بھی ملنی مشکل۔ اچانک نقصان سے جو ایک غریب کو صدمہ ہو سکتا ہے وہ اظہر من الشمس۔ عین اس غم کی حالت میں مجھے اس عظیم الشان شخصیت کا گرامی نامہ ملا۔ جس کا ذکر آپ اسی اخبار کے صفحہ اول پر پائینگے گویا یہ خدا کی طرف سے ایک ڈھارس تھی۔ کہ اگر ایک طرف سے تم کو تکلیف پہنچی ہے۔ تو دوسری طرف سے ہم تم کو خوشخبری بھی دیتے ہیں۔

ریاست کشمیر کی رواداری

کشمیر اسمبلی نے طویل بحث کے بعد ایک بل پاس کیا ہے۔ جس کی رو سے قرار دیا گیا ہے۔ کہ اگر ایک مسلمان کی بیوی اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے۔ تو اس کا نکاح فسخ نہیں سمجھا جائے گا۔"

اس بل کے پاس ہونے میں زیادہ تر ہاتھ جناب سر گوپال سوامی آینگر وزیر اعظم گورنمنٹ جموں وکشمیر کا ہے۔ مجھے خود صاحب موصوف سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں نے آپ کو بہت ہی وسیع القلب اور روادار پایا۔ اور یہ بل پاس کرکے تو صاحب موصوف نے اپنی رواداری کو اور بھی چار چاند لگادئے ہیں کیا ہی اچھا ہو۔ اگر ہندوستان کے دوسرے صوبے بھی اس نیک مثال کی پیروی کر سکیں۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ہر صوبہ اور ریاست میں ایسا قانون پاس کرانے کے لئے پوری سعی سے کام لیں۔

(بقیہ مضمون صـ ۶)

مشرق میں اوسط درجہ کے آدمی کے لئے ان الفاظ کی قیمت کو سمجھنا مشکل ہے۔ اس کا جواب مغرب میں اوسط آدمی سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ کہ کیا وہ قطع نظر اس کے کہ ان کی حکومت کس قسم کی ہوگی۔ وہ رنگدار قوم کی حکومت منظور کرنے کو تیار ہے۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ایشیائی کو جاپان کے مظالم کے متعلق کوئی غلط فہمی نہیں۔ لیکن کیا سفید اقوام اور ان کے محکوموں میں کبھی تعاون ہو سکتا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جس کے بغیر گذارہ نہیں۔ امریکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ سارا مشرق آج ایک ہلچل میں ہے ملکی آزادی کا سوال اس وقت ہر ایشیائی ملک میں بڑی تیزی کے ساتھ زبان زد عام ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں یہ سوال انتہائی بلندی تک پہنچ چکا ہے۔ برما میں اس وقت یہ سوال ایک سلگتی ہوئی آگ ثابت ہو رہا ہے۔ جاوا میں بھی یہی حالت ہے۔ فلپائن والے بھی آج آزادی کے طلبگار ہیں۔ اگرچہ فلپائن کے باشندے گوری اقوام کے ساتھ دوش بدوش لڑتے ہیں۔ لیکن وہ اس لئے کہ انہیں آزادی کا وعدہ دیا جا چکا ہے۔ اور اگر آج چین ہمارے ساتھ جاپان کے خلاف جنگ میں برسرپیکار ہے۔ تو اس لئے کہ روس کی طرح اسے بھی جاپانی مظالم کا تلخ تجربہ ہے۔ اور ہم اس کی آزادی کو بحال کرانے کا اقرار کر چکے ہیں۔ اگر کامیابی نصیب ہوئی۔ تو وہ بھی سب سے پہلے اتحادیوں سے اپنی مکمل آزادی کا مطالبہ کرے گا۔ گوری اقوام اب ایشیائی تڑپ سے چشم پوشی نہیں کر سکتیں۔ اس سے بچنا ان کے لئے اپنے آپ کو دھوکا دینا ہوگا۔

زاویہ نگاہ میں تفاوت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک شخص کو ہندوستانیوں یا چینیوں یا کرانیوں یا فلپائنیوں کے گروہ کی باہمی بات چیت کو سننا چاہیئے۔ کہ وہ کس آزادی سے گوری قوموں کے متعلق آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ ایک گورا ابا تک اپنے محکوم سے صدیوں پیچھے ہے۔ وہ ابھی تک اپنی نوآبادیات اور نوآبادیاتی حکومتوں کے معانی میں سوچتا ہے۔ گورا آدمی خواہ اس حقیقت سے آگاہ ہے یا نہیں۔ اب وہ سمجھ لے۔ کہ ایشیائی باشندہ اس کا محکوم بن کر رہنے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک ایک امریکن ایک محکوم باشندے کے ساتھ ایک ہی موٹر میں سوار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک ہندوستانی اور غیر ہندوستانی کا امتیاز دور نہیں کیا جاتا۔ اسی وقت تک ہم اس نتیجہ پر پہنچنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ نسل سوسائٹی کے مجلسی اقتصادی اور سیاسی نظام میں سب سے اہم حصہ لیتی ہے۔ مشرق اور مغرب میں اس وقت جو تھوڑے بہت نسلی امتیاز کی ایک دیوار ہے۔ وہ ایک دوسرے کے درمیان حائل ہو کر انہیں آپس میں ملنے نہیں دیتی۔ اس دیوار کو توڑنا ہی ہوگا۔ یہ امتیاز سرخ۔ زرد یا کسی اور رنگ کے نام سے ایک خطرہ کی شکل اختیار کرلے گا۔ اور اسی طرح یاد کیا جائیگا

یہ ہمارے لئے ایک بہت اچھی فال ہے۔ کہ چین اتحادیوں کی طرف سے لڑ رہا ہے۔ چینیوں کی جتنی زیادہ سے زیادہ تعداد ہماری طرف سے جاپان کے خلاف لڑے گی۔ اتنا ہی ہمارے لئے اچھا ہے۔ کیونکہ ان کی موجودگی نسلی امتیاز کے وہم کو دور کرنے میں ممد ثابت ہوگی۔ کیا امریکہ نے کوشش کی۔ کہ وہ چین کے زیادہ سے زیادہ حصہ کو اپنا دوست بنائے؟ نہیں!

خوش قسمتی سے ہندوستان کے لوگوں میں کسی قسم کا نسلی امتیاز نہیں پایا جاتا۔ امریکنوں اور ہندوستانیوں اور دوسرے اتحادی ممالک کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار ہیں۔ اس لئے امریکنوں کو چاہیئے۔ کہ تمام حالات سے مکمل واقفیت حاصل کئے بغیر کوئی ایسی بات نہ کریں۔ جو ہندوستانیوں کے لئے ناگوار ثابت ہو۔ ہندوستانیوں۔ امریکنوں اور دوسرے اتحادیوں کی یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ ان کے باہمی تعلقات پر نسلی امتیاز کا ہرگز ہرگز کوئی اثر نہ پڑنے پائے۔ تاکہ جرمنی اور جاپان کو شکست دے کر نازیت اور فاسزم کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا جائے

بقیہ تا ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوؤں اور مسلمانوں کے علمی تعلقات

آج سیاسی اختلافات نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان طرح طرح کے جھگڑے پیدا کر دیئے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ ان جھگڑوں میں کمی کی بجائے ہر روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جو چیزیں باہمی نزاع کا باعث ہیں۔ ان میں ایک زبان کا مسئلہ بھی ہے۔ ہندو کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی قومی زبان بھاشا ہے۔ اور اردو چونکہ بدیشی زبان ہے۔ اس لئے اسے بھارت ورشی میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کے برعکس بعض مسلمان اس ملک میں ایسی زبان رائج کرنے کے حامی ہیں۔ جو عربی فارسی کے موٹے الفاظ سے اس درجہ مشکل بن گئی ہے۔ کہ ہندو تو الگ خود مسلمان بھی اسے اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ تعصب اور ضد کی اس کھینچا تانی میں بہت سے ہندو گھرانے اردو کو ترک کرتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ آج سے صرف پندرہ بیس برس پیشتر ان گھرانوں میں نہایت صاف اردو بولی جاتی تھی۔ اس مختصر سے مضمون میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے عہد حکومت میں ہندوستان کی سرکاری زبان اردو نہیں بلکہ فارسی تھی۔ اور اس زبان میں ہندوؤں نے اس قدر ترقی کر لی تھی۔ کہ خود مسلمان فارسی پڑھنے کے لئے ہندوؤں کی شاگردی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

ہندوؤں کو فارسی بولنے والی قوموں کے ساتھ محمود غزنوی کے زمانہ میں سابقہ پڑا۔ لیکن محمود کے زمانہ سے لیکر سکندر لودھی تک عام ہندوؤں نے فارسی سیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ سرکاری دفتروں کی زبان چونکہ فارسی تھی۔ اس لئے ہندو فارسی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے سرکاری ملازمت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ سکندر لودھی نے اس طرف توجہ کی۔ اور کثرت کے ساتھ ہندوؤں کو فارسی کی تعلیم دینا شروع کی۔ چنانچہ قلیل مدت میں بہتیرے اسلامی علوم حاصل کر کے فاضل وقت بن گئے۔ اور شاہی دربار میں وظائف پانے لگے۔ بعض نے شعر و سخن کو جو اس زمانہ میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کا عام شیوہ تھا۔ اپنا مشغلہ بنایا۔ ان میں سے پنڈت ڈونگر مل نے شعر گوئی میں خاص ملکہ حاصل کیا تھا۔

اس کے بعد سور خاندان کے امراء و سلاطین نے ہندوؤں کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا۔ شیر شاہ کے دربار میں ہندو پنڈتوں کا ایک جم غفیر ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ کشمیر میں سلطان زین العابدین نے قدیم ہندو لٹریچر کی اشاعت اور ہندوؤں کی تعلیم میں اپنی عمر کا ایک بیشتر حصہ صرف کیا۔ اس کے دربار میں سوم اور زین حرب (؟) اپنے وقت کے ماہرین تصور کئے جاتے تھے۔ جو عربی۔ فارسی اور سنسکرت سے بخوبی واقف تھے۔ لودی بت نامی ایک ادیب شاہ نامہ فردوسی کا حافظ تھا۔ اس کے عہد میں ایک ہندو نے راج ترنگنی کے نام سے گذشتہ شاہانِ کشمیر کی تاریخ لکھی۔ جس کا فارسی ترجمہ شاہ محمدی کشمیری نے اکبر کے وقت میں کیا۔ شری بھٹ دربار کا نامور طبیب تھا۔ جو ویدک اور یونانی طرز علاج سے بخوبی واقف تھا۔ نیز بادشاہ کی کوشش سے مہابھارت کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ اور کثرت کے ساتھ ملک میں اس کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ "شاہانِ مغلیہ" نے ہندوؤں کی تعلیم و تربیت میں بہت کچھ کوششیں کیں۔ اور ارباب علم کی قدر افزائی کی۔

اکبر کے دربار میں ہندو اور مسلمان عالموں کا ہر وقت ایک مجمع لگا رہتا تھا۔ کتابوں کی تصنیف و تالیف اور ترجمہ کرانے کا اسے بڑا شوق تھا۔ چنانچہ اس غرض سے تصنیف و تراجم کا ایک مستقل شعبہ قائم ہوا۔ اور ہندوستان کے علم دوست پنڈتوں اور عالموں کا انتخاب کیا گیا۔ ملا عبد القادر بدایونی فیضی۔ ابراہیم۔ نکمل خاں۔ گجراتی فیضی خاں اور ہندو ماہرین فن نے ترجمہ و تالیف کے کام کو نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ ابو الفضل نے آئین اکبری میں دربار کے تیس ہندو پنڈتوں کا نام لیا ہے۔ جن میں بھٹا چارج۔ کاشی ناتھ گوپی ناتھ اور بابا بلاس بہ نسبت اوروں کے ممتاز تر تھے۔ یہ اشخاص ہندو علوم کے علاوہ اسلامی ادب میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ جہانگیر کے دربار میں طالب آملی کے پہلو بہ پہلو بھٹا چارج بنارسی۔ جروب شناسی اور جگت رائے منجم کی بھی بڑی قدر کی جاتی تھی۔

شاہجہاں کے زمانے میں ہرناتھ جگن ناتھ کا دربار کے ہر دلعزیز پنڈتوں میں شمار تھا۔ اسی طرح سندر نامی ایک شخص دربار عالمگیری کا ملک الشعراء اور عربی فارسی کا جید عالم تھا۔ شعراء اور ملک کے مشہور ارباب علم کے تذکرے آج فارسی اور اردو زبان میں کثرت سے موجود ہیں۔ ان ہزاروں ایسے ہندو پنڈتوں کے نام آئے ہیں۔ جو اپنے وقت کے مشہور انشا پرداز اور فارسی کے بے مثل شاعر تھے۔ بلوچمن نے ترجمہ آئین اکبری میں لکھا ہے۔ کہ اٹھارھویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے ہندو فارسی زبان میں مسلمانوں کے استاد بن گئے تھے۔ اگرچہ یہ قول صورت حالات پر پوری طرح صادق نہیں آتا۔ تاہم یہ صحیح ہے۔ کہ ۱۹۰۰ء تک ہندوؤں میں فارسی کا بہت چرچا رہا۔

اکبر کے زمانے میں ہندوستان میں جگہ جگہ مشترکہ مدرسے قائم ہوئے۔ اور ہر مدرسہ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد تک جاری رہا۔ ان مدرسوں میں ہندو اور مسلمان طلباء ایک ہی چھت کے نیچے ایک ہی معلم سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ ایسے مشترکہ مدارس بعض اوقات کسی تعلیم یافتہ فرد کے ذاتی مکان میں اور بعض اوقات مسجدوں میں قائم ہوئے تھے۔ ہندوؤں نے جب فارسی پڑھنی شروع کی۔ تو وہ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ مساجد میں بھی تعلیم حاصل کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ بندرابن داس خوشگو اپنے تذکرے میں لکھتا ہے۔ کہ میں اور لالہ حکیم چند نذرت ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے۔ اور دونوں میاں محمد جامد سے "اخلاق ناصری" پڑھا کرتے تھے۔

چندر بھان برہمن اپنے فرزند خواجہ تیج بھان کو ایک خط میں گلستان، بوستان۔ اخلاق بھلائی اور اخلاق ناصری کے پڑھنے کی سفارش کرتا ہے۔

اگرچہ ہندوؤں میں عربی تعلیم کا رواج کم تھا۔ مگر بعض ہندو طالب علم عربی بھی سیکھا کرتے تھے۔ لچھمن سنگھ غیوری نے تحریر اقلیدس اور دوسری کتابوں کو نہایت خوش اسلوبی سے ازبر کیا تھا۔ لچھمی نرائن دہلوی منطق اور فلسفے کا بہت بڑا عالم تھا۔ دیوان کاہنی رتن سنگھ زخمی۔ منوہر لال نے فلسفہ اور طب میں نام پیدا کیا تھا۔ اس دور میں اکثر ہندوؤں نے معلمی کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ اور ہندو اور مسلمان بچے آشتی اور محبت کے ساتھ ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے۔ لالہ چینی داس ذرہ اٹھارھویں صدی کے ایک مشہور معلم تھے۔ جن کے اسکول میں ہندو مسلمان طالب علم پڑھا کرتے تھے۔ مولانا لطف اللہ مرحوم کے استاد فارسی منشی موہن لال تھے۔ سر سنگھ دیوانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جعفر علی حسرت کے استاد تھے۔ (یہ حسرت قلندر بخش جرأت لکھنوی کے استاد تھے)

سراج الدین علی خاں آرزو کے شاگردوں میں بالمکند شہود پنڈت جے کرشن عشرت۔ رائے انند رام مخلص۔ بندرابن داس خوشگو اور ٹیک چند بہار شامل ہیں۔ ٹیک چند بہار نے ایک جامع لغت لکھا ہے۔ جو فارسی زبان کا سب سے بڑا اور مستند لغت ہے۔

خان آرزو اپنے تذکرے میں ہندو شاگردوں کا ذکر کرتے ہوئے نہایت محبت و شفقت اور خلوص کا اظہار کرتا ہے۔

سکھوں کے عہد میں پنجاب میں مولانا نور احمد چشتی ایک بہت بڑے فاضل تھے۔ جنہوں نے تحقیقات چشتی کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اکثر ہندو ان کے شاگرد تھے۔ دیوان امرناتھ مصنف "ظفر نامہ رنجیت سنگھ" ان کا شاگرد تھا۔ ساون لال بیدار۔ سرب سنگھ خاکستر اور ثروت مرزا مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے۔

ہندو اور مسلمان شاگرد اپنے استاد سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اور اس میں مذہب و ملت کا قطعاً کوئی اختلاف نہیں تھا۔ بندرابن داس خوشگو جہاں کہیں خان آرزو کا نام لیتا ہے۔ "خان صاحب قبلہ نیاز منداں" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ شفیق اورنگ آبادی جہاں کہیں اپنے استاد آزاد بلگرامی کا ذکر کرتا ہے۔ انہیں "میر صاحب قبلہ" "پیر و مرشد" یا "قبلہ و کعبہ برحق" اور اپنے آپ کو غلام لکھتا ہے۔ غرضکہ آج ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں جو تلخی اور رنجش اور کدورت پائی جاتی ہے۔ اس کا وجود ماضی میں قطعاً نہیں تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مدارس آج کل کی طرح جدا جدا نہ تھے۔ بلکہ سب کی تعلیم یکجا ہوتی تھی۔ عام تمدنی و معاشرتی حالات میں ہندو مسلمان کی چنداں تمیز نہ تھی۔ ایک اخوت تھی برادرانہ تعلقات تھے۔ اور آپس میں خلوص و محبت کا دور دورہ تھا۔ (باقی)

نسلی امتیاز کی دیوار توڑ دو

سفید اور رنگدار اقوام میں مساوات پیدا کرنے کی ضرورت

اتحادیوں کے لئے جنگ میں فتح حاصل کرنے کا بہترین طریقہ

(از پرل۔ ایس۔ بک)

"امرت بازار پتر کا" میں امریکہ کی ایک مشہور خاتون مس پرل ایس۔ بک نے ایک مضمون میں سفید اقوام سے اپیل کی ہے۔ کہ اگر وہ مشرقی ممالک کے اتحاد سے اس جنگ میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ گوری اور رنگدار اقوام کے درمیان نسلی امتیاز کی دیوار کو توڑ دیں :-

آج جس فضا میں ہم رہتے ہیں۔ جب اس کا تصور اپنی آنکھوں کے سامنے لاتے ہیں۔ تو اس چوبی انڈے کی یاد میرے دماغ میں تازہ ہو جاتی ہے۔ جو ایک مرتبہ بچپن میں میری تفریح کا سامان ہوا تھا۔ اور جس نے مجھے از حد پریشان کر دیا تھا۔ یہ انڈا کیا تھا۔ ایک گورکھ دھندا تھا۔ بیرونی خول کو توڑنے کے بعد بیچ میں سے ایک اور انڈا نکل آیا۔ جب اس انڈے کو توڑا گیا۔ تو اس کے اندر سے ایک اور۔ اور تیسرے انڈے کو توڑنے کے بعد ایک اور انڈا نکل آیا۔ لیکن یہ انڈا ٹھوس تھا۔ ٹوٹ نہ سکا یا یوں کہو۔ کہ انڈا در انڈا کا وہ آخری سلسلہ تھا۔

آج جب ہم موجودہ جنگ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو وہ نہ صرف اپنی وسعت کے اعتبار سے پیچیدہ بن رہی ہے۔ بلکہ امکانی مستقبل میں بلحاظ وقت اسکی طوالت کے اعتبار سے بھی زیادہ پیچیدہ ثابت ہو رہی ہے۔

آج سارے ماسکو میں یہ نعرہ بلند ہو رہا ہے "۱۹۴۲ء میں جنگ کا خاتمہ" لیکن کیا ۱۹۴۲ء میں جنگ ختم ہو سکتی ہے؟ ہو سکتا ہے۔ کہ ۱۹۴۲ء میں ہٹلر کو روسی علاقہ سے نکال دیا جائے۔ لیکن کیا اس سے روس کے ساتھ بھی جنگ ختم ہو جائیگی۔ آخر اس جنگ کا خاتمہ کہاں ہوگا۔ مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روس سے ہٹلر کو باہر نکال دینے کا مطلب صرف وہی ہوگا۔ جو عجیب و غریب چوبی انڈے کے پہلے خول توڑنے کا تھا۔ اس کے اندر ایک اور ہے۔ دوسرا انڈا یورپ میں ہٹلر کی شکست ہو سکتا ہے۔ شاید مستقبل قریب میں یہ بھی ممکن ہو جائے۔ لیکن یہ بھی دوسرا انڈا ہے۔ اس کے اندر ایک اور ہے۔ اور یہ جاپان کا مسئلہ ہے جس نے ایشیا میں غیر متوقع طور پر کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ اس کے مقبوضات کی باز شماری کی جائے۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ اس میں فرق ہے۔ کہ ایک قوم نے کیا قابو میں کیا ہے۔ یا اس کے قبضہ میں کیا ہے۔ جاپان نے جنگ میں جو کچھ جیتا ہے۔ اس پر قبضہ جمانے کے لئے اسے بھی وقت لگے گا۔ کیا وہ ایسا کر سکے گا۔ اس سوال کے جواب کا انحصار اسکی ذہانت اور صلاحیت پر ہے۔ کہ آیا نئے مفتوحہ علاقوں میں بھی وہ اسی طرح اپنی آرگنائیزیشن قائم کر سکے گا۔ جس طرح اس نے فارموسا۔ کوریا اور منچوریا میں کی تھی۔ بلکہ چینیوں کی بہادرانہ مزاحمت اور گوریلا لڑائیوں کے باوجود بطور فیشن وہ چین میں کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس وقت وہ برما پر قبضہ کر رہا ہے۔ اور یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جس کا کوئی بھی جواب نہیں دے سکتا۔ کہ آیا اس کا اگلا قدم ہندوستان پر حملہ ہوگا یا وہ جنوب اور مغرب کی طرف سے چین کے خلاف اپنی یورش تیز کرے گا۔

آخر جاپان مشرق بعید میں اتنے وسیع رقبہ پر جس پر انگلستان اور برطانیہ کا ایک مدت سے قبضہ تھا۔ کس طرح قابض ہو گیا۔ اس کا صاف جواب یہ ہے۔ کہ مشرق کے لوگوں کی کچھ تعداد نے مغرب کے لوگوں کا ساتھ نہ دیا۔ ہمیں اس سلسلہ میں تفصیلی حالات سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ تاہم اخباری خبروں میں کچھ اشارے پائے جاتے تھے لیکن یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر مشرقی لڑائیوں میں اتحادیوں کی امداد کی گئی ہوتی۔ تو خواہ کچھ ہی ہوتا۔ جاپان کسی بھی علاقہ پر قبضہ نہ پا سکتا۔ یہ کہنا درست نہیں ہے۔ کہ ہماری تعداد کم تھی۔ ہماری تعداد کہیں بھی کم نہ ہوتی۔ اگر ان ممالک کے لوگ جن کی زمینوں پر ہم نے وہ لڑائیاں لڑیں۔ اپنی تمام مزاحمانہ جمعیت سے ہمارا ساتھ دیا ہوتا۔

مشرق کی جنگ میں یہ ایک ٹھوس اور آخری انڈا ہے بہتر ہوتا۔ کہ ہم اسے نکال لیتے۔ اور دیکھتے۔ کہ اس کے اندر کیا ہے۔ جاپان کی اس دوسری عالمگیر جنگ نے زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ اگرچہ ہم یہ جاننا پسند نہ کریں گے۔ لیکن یہ ایک کھلا راز ہے۔ کہ ہم انسانیت کی ایک طویل ترین اور خوفناک جنگ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور وہ جنگ مشرق اور مغرب دونوں میں ہے۔ آج چند ملکوں کو چھوڑ کر ساری دنیا اسکی لپیٹ میں آچکی ہے۔

اس وقت سب سے بڑا خطرہ یہ نہیں۔ کہ جاپان عدیم النظیر فوجی طاقت رکھتا ہے۔ بلکہ جاپان ایک ایشیائی طاقت ہے اور مطلق العنانی کے باوجود اس نے ایشیا کے لکھوکھا باشندوں کو سفید رنگ والی قوموں کی مظلومیت سے نجات دلانے کے سبز باغ دکھائے ہیں۔

بقیہ مضمون ملاحظہ ہو صفحہ ۴ کالم ۲ و ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ کرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا دھند۔ غبار۔ پڑ بال۔ ناخونہ۔ گوہانجی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کا موتی سرمہ استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب سے آپکا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔"

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اسی اکسیر پر ختم ہے ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ

جناب ملک شیر محمد خاں صاحب کوٹ رحمت خاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے۔ مثلاً فالج۔ پسلی کا درد۔ پیشاب کا جن سے آنا۔ اکسیر البدن کے ذریعہ ان سب کو آرام آگیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسکی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے۔ ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے

اکسیر البدن کے علاوہ اسمیں حسب ذیل اجزا شامل ہیں:۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ یہ ایک ہی الاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ دماغی کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت بہت ارزاں یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے (محصول ڈاک علاوہ)

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد خاں صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر پینتالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جسکو کمزوری قریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ اور دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اسکے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہوگئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے" اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کرلیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آبجات اللہ ہر مرض کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برق لہر دوڑ جاتی ہے سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النسا کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ جلے ہوئے آبلوں پر تلی۔ بخار پیچیدہ۔ بدہضمی کے لئے اکسیر ہے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے محصول ڈاک علاوہ

تریاق اعظم سے جاں بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اپرائیمری ٹیچر آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی۔ میں اسکی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچے۔ اور گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوگئی۔ اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں۔ جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپنے ایسی دوا ایجاد کرکے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے۔ تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی۔ پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد اور موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصول ڈاک علاوہ

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پہلے بھی اکسیر بواسیر نامی دوائی آپ سے منگوائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بہت اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور حریفوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ لہذا بدیں خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر ادا بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کے لئے واقعی اکسیر ہے۔ اس لئے اس کا نام اکسیر بچگان رکھا گیا۔ اسہال ہر قسم پیچش اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کے لئے یہ دوا بفضل خدا تیر بہدف ہے۔ سبز دانگ کے اسہال

اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کیلئے تریاق ہے۔ اور پھر بڑی عمر والوں کیلئے بھی اسہال پیچش وغیرہ میں بہت مفید ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

موتی دانت پوڈر

یہ دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط اور بدبو سے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے۔ ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں ہر وقت اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے آپ کو بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا سر چکرانا۔ گرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ وغیرہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دمہ وغیرہ گھی۔ مکھن۔ ملائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کسی بیمار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضاء اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت ایک سو گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے خرچ کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہے۔ یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت ڈیڑھ صد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

سند یافتہ ڈاکٹر کی رائے کہ یہ گولیاں تیر بہدف ہیں

جناب ڈاکٹر گوہر الدین صاحب سول ہسپتال منجان اپر برما سے تحریر فرماتے ہیں کہ "تین سو گولی کا پہلے آرڈر دے چکا ہوں۔ پانچ سو گولی کا اور آرڈر دیتا ہوں۔ فوراً روانہ کیجئے۔ واقعی یہ گولیاں افیون چھڑانے کیلئے تیر بہدف ثابت ہوئیں۔ اور ان کے ذریعہ افیون بآسانی چھٹ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ایجاد کے لئے جزائے خیر دے"

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد مرض ہے۔ کہ اسکی وجہ سے نہ اٹھتے نہ بیٹھتے۔ نہ سوتے نہ جاگتے۔ نہ چلتے نہ پھرتے۔ حتیٰ کہ مریض کو کسی پہلو بھی چین نہیں آتا۔ اگر دمہ کے مریض کو زندہ درگور کہا جائے۔ تو صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور وسیع تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے چھٹکارا دلا دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصول ڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خاں صاحب رئیس کوٹ رحمت خاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "سالانہ جلسہ پر جو آپ سے اکسیر دمہ اکسیر البدن اور اکسیر اکبر لایا۔ استعمال کیں۔ حیران رہ جاتا ہوں۔ اور خیال پر خیال آتا ہے۔ کہ یہ نسخے آپنے کہاں سے حاصل کئے۔ اگر میں پورا بیان کروں تو فلک بھی سراپا سجود ہو جائے۔ بلاشبہ آپکی ادویہ سے بجھتی ہوئی شمع پوری طاقت سے روشن ہو جاتی ہے۔ ان کی خوبیاں صرف استعمال سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ الفاظ میں کیسے بیان ہوں۔ آپکی محنت اور کوشش پر بے ساختہ جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنے کو جی چاہتا ہے۔ ان بے نظیر فوائد کے سامنے قیمت کی کوئی حقیقت نہیں۔

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد طبیعت سرد۔ چہرہ زرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک ایسا مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب کھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام۔ جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے ملیریا جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی خوشبو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے۔ قیمت ایکروپیہ چار آنے محصول ڈاک علاوہ۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بصفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق درد گردہ

درد گردہ بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے۔ اسکی بیخ کنی کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام ادویات کے ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

طبع شدہ فضل احمد پریس قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کردہ مینیجر نور بلڈنگ قادیان